مرزا غلام احمد
کی تخریب کاری

مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری رحمۃ اللہ علیہ

اللّٰهم اخـز عبدك فی عبادك	اے اللہ اِس بندے کو اپنے بندوں
اللّٰهم اصـلـه حـر نارك	اور شہروں میں ذلیل کر، اے اللہ اسے
اللّٰهم اذقـه اشـد	نارِ جہنم میں ڈال۔ اے اللہ اسے سخت
عذابك۔ ؎	عذاب چکھا۔

بسمل تو ہوئے سیکڑوں ہی سرد تڑپ کر
ٹھنڈا مرا قاتل کا مگر دل نہیں ہوتا

مسلمانوں کو شیعہ حضرات کی اِس حرکتِ قبیحہ کا کہاں تک افسوس ہو جبکہ ان حضرات نے اپنی فرضی محبت کے مرکز و محور یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والاصفات کو اپنی مشقِ ستم سے نہ بچنے دیا۔ چنانچہ خود اُن کی جانب یہ فرضی قول منسوب کیا ہوا ہے:

اِنّ علیا علیه السلام قال علی	بے شک حضرت علی علیہ السلام نے
منبر کوفه یا ایها الناس	کوفے کے منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا،
ستدعون الی شیئ	اے لوگو! تمھیں ایک چیز (میری سب و
فسبّونی۔ ؎	شتم) کی جانب بلایا جائے گا، تو مجھے
	گالیاں دے لینا۔

لاحول ولاقوة الا باللّٰه العلی العظیم۔

۹۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے کارنامے

مرزا غلام احمد قادیانی کی حتمی تاریخ پیدائش تو کسی کو معلوم نہیں، ہاں مرزا صاحب نے کتاب البریہ میں ۱۸۳۹ء اور ۱۸۴۰ء بتائی ہے لیکن تریاق القلوب میں ۱۸۴۵ء لکھی ہے۔ اردو فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ عربی اور انگریزی میں ابجد خواں تھے۔ سیالکوٹ کچہری میں

؎ تحفۃ العوام، جلد اول، ص ۱۳۸

؎ محمد بن یعقوب کلینی: اصول کافی، ص ۴۰۴

بشاہرہ پندرہ روپے ماہوار چار سال تک محرر بھی رہے۔ آبائی پیشہ زمینداری تھا۔ آباؤ اجداد سکھوں اور انگریزوں کے وفادار اور ملازم رہتے آئے تھے۔ والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قانونی مختار کاری کا امتحان بھی دیا لیکن فیل ہونے پر تعلیم سے دل اُچاٹ ہو گیا۔ ضعفِ دل و دماغ تمام عمر جولانی پر رہا۔ قوتِ مردمی سے اکثر اوقات محروم رہے۔ تشنجِ قلب، اسہال، درد سر، دورانِ سر، مالیخولیا اور ذیابیطس وغیرہ امراض موصوف کی زندگی کے ساتھی تھے۔ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں موصوف کا شدتِ اسہال یا ہیضہ سے انتقال ہوا تھا۔ بعد وفات اُن کے منہ سے پاخانہ نکلتے ہوئے دیکھا گیا جو حاضرین کی عبرت کا باعث ہوا۔ مرزا صاحب کے خلفاء اِس صورتِ حال کی تردید کرتے رہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۸۶ء سے مرزا صاحب نے اپنی نبوت کی بنیاد رکھنی شروع کی، لیکن ایسے گول مول لفظوں میں جو صرف کشف و الہام وغیرہ پر منتج تھے اور براہین احمدیہ میں اپنے جلوے بکھیر رہے ہیں۔ قادیان سے براہین احمدیہ اور مدرسہ دیوبند سے تحذیر الناس بیک وقت لکھی گئیں۔ علی گڑھ کالج کا اجراء، مدرسہ دیوبند کی تاسیس اور براہین احمدیہ کی تصنیف کا زمانہ ایک ہے، گویا برٹش گورنمنٹ نے ملت اسلامیہ کے خلاف بیک وقت چار فتنے دہلی، علی گڑھ، دیوبند اور قادیان سے کھڑے کر دیئے۔ چاروں فتنے اپنے اپنے رنگ میں نرالے، انتہائی پُراسرار اور مسلمانوں کے خرمنِ دین و ایمان میں آگ لگانے والے تھے۔ افسوس! اِن فتنوں کی کماحقہٗ مضرت سے مسلمانوں کی اکثریت تا حال باخبر نہیں ہو سکی ہے۔ اگر حقیقت کی تہہ میں جھانک کر دیکھا جائے تو صاف نظر آنے لگتا ہے کہ انگریزی حکومت اپنے اسلام دشمن مقاصد میں انتہائی کامیاب رہی تھی۔ کاش! ہم اب بھی اِن فتنوں کی مضرت کو سمجھنے لگ جاتے۔ دہلی سے نجدی مسلک کی آواز، علی گڑھ سے نیچریت کا ظہور، دیوبند سے براہین قاطعہ اور فتاویٰ گنگوہی متعلقہ وقوعِ کذبِ باری اور قادیان سے فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام کی اشاعت اِن فتنوں کی دوسری کڑیاں ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جلد تخریب کاروں سے بڑھ کر وبال اپنے سر لیا کہ نبوت کا دعویٰ کر کے دجالوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ اپنی دنیا سنبھالنے کی خاطر کروڑوں مسلمانوں کی عاقبت برباد کر گئے۔ اب موصوف کے چند مخصوص کارنامے ہم بڑے اختصار کے ساتھ

خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف سے پیش کرتے ہیں۔ موصوف برٹش گورنمنٹ کی مخالفت کو سخت بدذاتی اور گناہ سمجھتے تھے۔ اب باقی کارگزاری کی جھلک ملاحظہ ہو۔

مخالفتِ جہاد تخریب کاری کے چاروں مراکز یعنی دہلی، علی گڑھ، مدرسہ دیوبند اور قادیان میں دو باتیں قدرِ مشترک تھیں؛

۱۔ حکومت کی تائید و حمایت

۲۔ جہاد کی مخالفت

لیکن قادیانی مرکز ان میدانوں میں اپنے حلیفوں سے گوئے سبقت لے گیا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے اس بارے میں فرمایا ہے،

"دوسرا امر قابلِ گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیرخواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں، جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔" [1]

مرزا صاحب نے مخالفتِ جہاد کے سلسلے میں جو کارنامہ دکھایا اُس کا یوں فخریہ ذکر کیا ہے،

"میں نے مخالفتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں اُن سے بھر سکتی ہیں۔" [2]

طوقِ استعمارِ مغرب خود کیا زیبِ گلو
اور گولہ اِس پہ ہیں مرزا کی پچاس الماریاں

ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ - ۱۸۷۶ء میں کشف والہام کے دعاوی کرنے کے بعد ۱۸۹۰ء میں مرزا صاحب نے کہنا شروع کر دیا کہ

---

[1] غلام احمد قادیانی، تریاق القلوب، ص ۲۹ [2] ایضاً، تبلیغ رسالت، ج ۷، ص ۱۰

[3] ایضاً، تریاق القلوب، ص ۲۵

میں مسیح موعود اور عیسیٰ بن مریم ہوں۔ چنانچہ موصوف نے خود لکھا ہے ؛

"مریم کی طرح عیسیٰ کی رُوح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرا دیا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد، جو دس مہینے سے زیادہ نہیں ، بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابنِ مریم ٹھہرا۔" [1]

اپنے مسیح موعود ہونے کے دعوے کو مرزا صاحب نے اِن لفظوں میں بھی بیان کیا ہے ؛

"میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وُہ مسیح موعود ہوں ، جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وُہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔" [2]

دُوسری جگہ موصوف نے اپنے اِسی دعویٰ کو اِن لفظوں میں دُہرایا ہے ؛

"جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے ، اس کا اُن ہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وُہ نبی ہوگا اور اُمتی بھی۔" [3]

اِس سے آگے موصوف نے خود کو عیسیٰ علیہ السلام سے افضل بتانے کی مہم شروع کر دی ، چنانچہ لکھا ہے ؛

"خدا نے اِس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانے میں ہوتا تو وُہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وُہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ، وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔" [4]

مرزا صاحب نے اپنے اِس شیطانی دعوے کی دلیل ان مضحکہ خیز لفظوں میں پیش کی ہے ؛

"جب خدا نے اور اُس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اُس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے پھر تو یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ کیوں تم مسیح ابنِ مریم سے اپنے تئیں افضل قرار

---

[1] غلام احمد قادیانی : کشتیِ نوح ، ص ۴۷ [2] غلام احمد قادیانی : تحفہ گولڑویہ ، ص ۱۹۵

[3] ایضاً : حقیقۃ الوحی ، ص ۲۶ [4] ایضاً : ص ۱۴۸

دیتے ہوئے [1]

مرزا صاحب نے مسیح موعود کے ساتھ آدم ہونے اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بروز ہونے کو منطقی انداز میں، اِن لفظوں کے ساتھ بیان کیا ہے:

"لاجرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ فرمایا تھا کہ اُس آدم کو پیدا کرے گا جو آخری زمانہ میں خاتم الخلفاء ہوگا جیسا کہ زمانہ کے شروع میں آدم کو پیدا کیا جو اُس کا پہلا خلیفہ تھا اور یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ فطرت کا دائرہ گول ہو جاتے۔" [2]

مرزا صاحب نے بروزی ظلی کے معاملے کو بڑھاتے ہوئے خود کو تمام انبیائے بنی اسرائیل کا ظل اِن لفظوں میں بتایا ہے:

"یہ خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے کہ اُس نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی بدی کا تو حصّہ دار ٹھہرا دیا ہے، یہاں تک کہ اِن کا نام یہود بھی رکھ دیا مگر اُن کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اِس اُمت کو کوئی حصّہ نہ دیا۔ پھر یہ اُمت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی؛ بلکہ شر الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا ان کو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اِس اُمت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور اُن کا ظل ہو۔" [3]

موصوف نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بروز ہونے کا خطبہ الہامیہ میں جو دعویٰ کیا تھا، اُسے اور آگے بڑھاتے ہوئے صاف لکھ دیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ہوں، مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

"خدا تعالیٰ نے ابتدا سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کے لیے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت

---

[1] غلام احمد قادیانی: حقیقۃ الوحی، ص ۱۵۵ [2] ایضاً: خطبہ الہامیہ، ص ۱۹۷

[3] ایضاً: کشتی نوح، ص ۴۴

کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرتِ مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ بخشے کہ جو اُس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کردے۔ سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینۂ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا، تاکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں"[1]

موصوف نے اپنی بروزی منطق کا ہیر پھیر لفظوں کی چکربازی میں یوں بھی دکھایا ہے:

"چونکہ میں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبیِ کریم، خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اُسی میں ہوکر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں"[2]

اسی بات کو موصوف نے اگلے صفحے پر اِن لفظوں میں بیان کیا ہے:

"اِس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا"[3]

حقیقی نبوت کا دعویٰ ابتداء میں مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ نبوت کو ظلی بروزی وغیرہ پردوں میں ملفوف رکھا لیکن اُن کا قدم وقت کے ساتھ ساتھ آگے ہی بڑھتا جارہا تھا۔ اُدھر انیسویں صدی عیسوی ختم ہوئی اور اِدھر مرزا صاحب نے اپنے پچھلے دعاوی کو چھوڑتے ہوئے ۱۹۰۱ء میں حقیقی نبوت کا دعویٰ کردیا یعنی کمال شعبدہ بازی دکھاتے رہے اور لفظوں کا ہیر پھیر آخری دم تک سلامت رکھا۔ مثلاً لکھتے ہیں:

"ہلاک ہوگئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول (یعنی مرزا صاحب) کو قبول

---

[1] غلام احمد قادیانی، حاشیہ چشمۂ معرفت، ص ۳۲۴ [2] ایضاً، نزول المسیح، ص ۲
[3] ایضاً: ص ۳

نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھ کو پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اُس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"[1]

مرزا صاحب کی جیسی شیطانی نبوت تھی اُسی کے مطابق وحی بھی نقدی کی صورت میں ہوتی تھی، جس کی خاطر موصوف نے یہ سارا شیطانی ڈرامہ سٹیج کیا تھا۔ چنانچہ ٹیچی ٹیچی فرشتے کی ایک آمد کا موصوف نے یُوں تذکرہ کیا ہے:

"ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقتِ قلت آمدنی لنگرخانہ کے مصارف میں بہت دقت ہُوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اُس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم، اِس لیے دُعا کی گئی۔ ۵ رمارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اُس کا نام پُوچھا۔ اُس نے کہا، نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا، آخر کچھ تو نام ہوگا؟ اُس نے کہا، میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت آنے والا تب میری آنکھ کُھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعے سے اور کیا براہِ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اِس قدر مالی فتوحات ہُوئیں جن کا وہم وگمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا۔ چنانچہ جو شخص اُس کی تصدیق کے لیے فرش ڈاکخانے کے رجسٹری ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے آخر سال تک دیکھے اُس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔"[2]

جو طاقت اِس خوشحال ملک کی دولت کو لُوٹ رہی تھی وہ اگر اپنے کسی خود کاشتہ پودے پر دس بیس ہزار روپیہ سالانہ خرچ کرتی رہے تو کون سا اُسے اپنے کنگال ملک سے لانا پڑتا تھا۔ آخر وہ وقت مقررہ پر پہنچنے والے ٹیچی ٹیچی جو ہُوئے۔ ضرورت خود معلوم کرتے رہتے تھے اور ادھر سے

---

[1] غلام احمد قادیانی، کشتی نوح، ص ۵۶ [2] ایضاً: حقیقۃ الوحی، ص ۳۳۲

مطالبے بھی پہنچتے ہوں گے، جنہیں الہام کا نام دے کر مرزا صاحب رقمطراز ہیں:

"یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں اُن کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔"[1]

بہرحال یہ تو دعویٰ نبوت کے سلسلے میں مرزا صاحب اور اُن کی مربی حکومت کا معاملہ تھا۔ یہاں دعویٰ نبوت کے سلسلے میں موصوف کی چند عبارتیں پیش کرنا مدِ نظر ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے بڑے طمطراق سے تحریر کیا ہے:

"خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔"[2]

موصوف نے اپنے تئیں حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت دیتے ہوئے صاف لکھا ہے:

"خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان کو کس سے مثال دوں، وہ اس غیر طبیعی انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔"[3]

حضرت یوسف علیہ السلام سے خود کو افضل بتاتے ہوئے موصوف نے تحریر کیا ہے:

"اس اُمت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس اُمت کے یوسف کی بریت کے لیے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی اور بھی نشان دکھلائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لیے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔"[4]

---

[1] غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی ص ۲۲۲
[2] ایضاً: ص ۳۹۱
[3] ایضاً: ص ۳۹۱
[4] ایضاً: براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص ۷۱

مرزا صاحب نے اپنی ذات کو تمام انبیائے کرام کے کمالات کی جامع بتاتے ہوئے صاف لکھا ہے:

"دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے کہ میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر، جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللہ فی حلل الانبیاء فرمایا، یعنی خدا کا رسول، نبیوں کا پیر ہوں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔" [1]

مرزا صاحب اپنے متعلق بشارتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کتنے فخریہ انداز میں انبیائے کرام کی تمناؤں اور آرزوؤں کا مرکز بن بیٹھے۔ چنانچہ ان امور کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو تم نے دیکھ لیا، جس کے دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لیے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔" [2]

موصوف نے اپنے فرضی معجزات کی کثرت کے پیش نظر انبیائے کرام کی توہین کا یہ اہتمام بھی کیا تھا:

"اُس (خدا) نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں اُن کا ثبوت اس کثرت

---

[1] غلام احمد قادیانی، تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۸۴ [2] ایضاً، اربعین ۴، ص ۱۴

کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔"[1]

مرزا صاحب نے اپنے فرضی معجزات کی تعداد بیان کرتے ہوئے لکھا ہے؛

"میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔"[2]

لیکن اپنے اسی قلم ناحق رقم سے سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد بتاتے ہوئے لکھا ہے؛

"تین ہزار معجزات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔"[3]

بہرحال موصوف کو اپنے معجزات وغیرہ کا پورا مزہ مل رہا ہوگا۔ برطانوی نبوت خوب رنگ دکھا رہی ہوگی۔ موصوف نے اپنی اسی مخصوص ٹکسال میں اپنے معجزات کی کثرت کا یہ فرضی افسانہ اور شیطانی قصہ بھی سنایا تھا؛

"خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا، اس لیے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لیے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں، وہ نہیں مانتے۔"[4]

مرزا صاحب نے جملہ انبیائے کرام پر اپنی افضلیت بتاتے ہوئے فارسی میں یہ تین شعر بھی الاپے تھے؛

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے   من بعرفاں نہ کمترم زکسے

---

[1] غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی، ص ۱۳۶   [2] ایضاً، ص ۶۷

[3] ایضاً، تحفہ گولڑویہ، ص ۹۲   [4] ایضاً، چشمۂ معرفت، ص ۳۱۷

آنچہ داد ست ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بہ تمام

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین[1]

مقدس بارگاہوں میں دریدہ دہنی

مرزا صاحب نے یوں تو کتنے ہی بزرگوں کی توہین و تنقیص کی ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں تو ایسے ایسے بیہودہ کلمات لکھے اور شائع کیے ہیں جن کی ایک مسلمان ہرگز جسارت نہیں کرسکتا۔ موصوف نے لکھا ہے:

"غرض حسین کو نبیوں پر فضیلت دینا بیہودہ خیال ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وُہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے، لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔ پس بلا وجہ اُن کو تمام انبیاء کا سردار بنا دیا خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے۔ ایسا ہی خدا نے اور اُس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اُس کی تعریف کی ہے اور اُس کو تمام انبیاء کے صفاتِ کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اُس سے کیا نسبت ہے؟...... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے اور جامع کمالاتِ متفرقہ ہے۔ پھر اگر درحقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسین کے مقابل مجھے کیا درجہ دینا چاہیے اور اگر میں وُہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے اور کیوں وُہ ہر دم میری تائید میں ہے؟"[2]

دوسرے مقام پر مرزا صاحب شیعہ حضرات کو مخاطب کر کے امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یُوں کسرِ شان کرتے ہیں:۔

"اے قومِ شیعہ! اِس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ

---

[1] غلام احمد قادیانی: درثمین، ص ۲۸۷، ۲۸۸ [2] ایضاً: نزول المسیح، ص ۷۵

کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔

کربلائیست سیر ہر آنم

صد حسین است در گریبانم[1]

کنواری بتول حضرت مریم علیہا السلام پر نکاح کرنے کی تہمت لگا کر اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تنقیص کرتے ہوئے مرزا صاحب نے یوں اپنے کذاب ہونے کا ثبوت دیا ہے:

"مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا، پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعداد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے، مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔"[2]

فرضی یوسف نجار کو مرزا صاحب نے اپنی خصلت سے مجبور ہو کر عیسٰی علیہ السلام کا والد بھی لکھا ہے۔ مثلاً:

"حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔"[3]

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ظاہر و باہر معجزات کے بارے میں مرزا صاحب یوں اکھوں میں دھول جھونکتے ہیں:

"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا اور اُس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور اُن کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اُسی روز سے شریفوں نے

---

[1] غلام احمد قادیانی: درثمین، ص ۲۸۷

[2] غلام احمد قادیانی: کشتی نوح، ص ۱۶ [3] غلام احمد قادیانی، ازالۂ اوہام، ص ۳۰۲

آپ سے کنارہ کیا۔" [1]

دوسرے مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار اور پیشگوئیوں کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے،

"اگر مسیح کے اصلی کاموں کو اُن حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہوں، تو کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دُور نہیں کرتا اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر ابتر ہے۔ کیا یہ بھی کچھ پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے، مری پڑے گی، لڑائیاں ہوں گی، قحط پڑیں گے۔" [2]

فرضی تالاب کا بہانہ بنا کر مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزۂ خلقِ طیر کے بارے میں تحریر کیا ہے،

"یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور اُن میں پھونک کر اُنھیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عملِ ترب (مسمریزم) تھا جو رُوح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لیے اُس تالاب کی مٹی لاتا تھا، جس میں رُوح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ صرف کھیل کی قسم میں سے تھا اور مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔" [3]

اسی معجزے کے بارے میں مرزا صاحب نے اپنے خیالات کا اِس طرح بھی اظہار کیا ہے،

"حضرت مسیح کا معجزہ پرندے بنا کر اُن میں پھونک مار کر اُڑانا، حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن دنوں ایسے امور کی طرف

---

[1] غلام احمد قادیانی: ازالۂ اوہام، ص ۳۰۲ [2] ایضاً: ص،

[3] [illegible]

لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سُود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔" [1]

مرزا صاحب نے مذکورہ تالاب کو سراہتے ہوئے اعجازِ عیسوی کے بارے میں اپنی فطرت سے مجبور ہو کر یوں دریدہ دہنی کی ہے :

"اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہُوا ہو، تو وہ آپ کا نہیں بلکہ اُسی تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہ تھا۔" [2]

معجزات کے بعد عیسٰی علیہ السلام کی نبوت پر مرزا صاحب کا براہِ راست جارحانہ حملہ ملاحظہ ہو :

"یہود عیسٰی کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں، بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسٰی نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اُن کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔" [3]

اب عیسٰی علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر پر زنادِ دجال کے اِس دجّال کے گستاخانہ اور جارحانہ حملے ملاحظہ ہوں :

"مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیٰی کو اُس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہ سُنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیٰی کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔" [4]

اسی روش کو جاری رکھتے ہوئے مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے :

---

[1] غلام احمد قادیانی : ازالۂ اوہام، ص ۳۰۲

[2] ایضاً : اعجاز احمدی، ص ۱۳

[3] ایضاً : حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص ۷

[4] ایضاً : دافع البلاء، ٹائٹل پیج، ص ۴

"آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اُس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اُس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے انسان سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔" [1]

موصوف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر افترا کیا کہ اُن کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ چنانچہ لکھا ہے:

"مسیح تو مسیح، میں اُس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ مسیح کی دونوں ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔" [2]

عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کے بارے میں مرزا صاحب کے تاثرات یہ ہیں:

"خدا ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس نے پہلے فتنے سے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔" [3]

مرزا صاحب اپنی دریدہ دہنی اور فتنہ پردازی کی خوب سزا بھگت رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سارے مسلمانانِ اسلام کو ایسے دجالوں کے شر سے محفوظ و مامون رکھے اور ہمیں انبیائے کرام و اولیائے عظام کا سچا غلام اور وارث بنائے۔ آمین

ابن اللہ ہونے کا دعویٰ

مرزا صاحب نے جب تمام انبیائے کرام سے افضل اور باکمال ہونے کے دعوے کو خوب مشتہر کر لیا۔ انبیائے کرام کی دل کھول کر توہین و تنقیص کر چکے تو ابن اللہ ہونے کا دعویٰ بھی کر دیا۔ چنانچہ لکھا ہے:

"میں نے تجھ سے ایک خرید و فروخت کی ہے یعنی ایک چیز میری تھی جس کا تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا۔ تو بھی اس خرید و فروخت کا

---

[1] غلام احمد قادیانی: ضمیمہ انجام آتھم، ص ۷ [2] ایضاً: کشتی نوح، ص ۱۶

[3] ایضاً: دافع البلاء، ص ۱۵

اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید و فروخت کی۔ تُو مجھے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔ تُو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں"۔ [1]

دوسرے مقام پر لکھا ہے :

انت منی بمنزلۃ ولدی۔ [2] یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔

دعویٰ الوہیت نبوت سے ابن اللہ اور ابن اللہ سے خود اللہ ہونے کا مرزا صاحب نے بقلم خود اعلان مشہور و مشتہر کیا تھا۔ چنانچہ موصوف نے عربی زبان میں تحریر فرمایا ہے :

رأیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو فخلقت السمٰوٰت والارض وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ [3]	میں نے نیند میں اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی (اللہ) ہوں۔ پھر میں نے آسمان اور زمین بنائے اور کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا ہے۔

اقبالی ڈگری مرزا صاحب نے ایک طرف تو نبوت کا دعویٰ ڈنکے کی چوٹ کیا ہے لیکن دوسری جانب استقلالی بروزی یا غیر تشریعی وغیرہ کے پردوں میں چھپانے اور آسانی سے یہ زہر مسلمانوں کے حلق سے نیچے اتارنے کی کوشش کی ہے لیکن خدا کی قدرت کہ موصوف نے ادعائے نبوت کو کفر بھی قرار دیا ہے، مثلاً جامع مسجد دہلی میں مرزا صاحب نے یہ اعلان کیا،

"ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور

---

[1] غلام احمد قادیانی، دافع البلاء، ص ۸
[2] غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی، ص ۸۶
[3] ایضاً، آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۶۴، ۵۶۵

دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" [1]

دُوسرے مقام پر مرزا صاحب نے مدعیانِ نبوت کے بارے میں یُوں حکمِ شرع بیان کیا ہے،

"سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعیِ نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہُوں۔" [2]

حکومتِ پاکستان نے بھی ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو یہی فیصلہ سنایا تھا کہ جو مدعیِ نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت و رسالت کا قائل ہے یا کم از کم ایسے دجّال و کذّاب کو مسلمان شمار کرتا ہے وہ کافر و مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ کذالک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر، لو کانوا یعلمون ○

مسلمانوں سے علیحدگی

مرزا صاحب کے نزدیک غیر احمدی ہرگز مسلمان نہیں تھے۔ چنانچہ موصوف نے لکھا ہے،

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔" [3]

موصوف کے خلیفہ مرزا محمود قادیانی نے اِس دائرے کو اور بھی وسیع کرتے ہُوئے صاف لکھ دیا،

"کُل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہُوئے، خواہ اُنھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔" [4]

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اِس معاملے کو اِن دوٹوک لفظوں میں صاف کرتے ہُوئے لکھا ہے،

"جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔" [5]

احمدی حضرات کسی غیر احمدی کے جنازے کی نماز پڑھنا جائز شمار نہیں کرتے۔ مثلاً،

"حضرت مرزا صاحب نے اپنے مرحوم (فضل احمد صاحب) کا جنازہ محض اس لیے

---

[1] غلام احمد قادیانی: تبلیغِ رسالت، جلد دوم، ص ۲۰ [2] ایضاً، ص ۲۲

[3] ایضاً، جلد نہم، ص ۲۷ [4] مرزا محمود احمد خلیفہ: آئینۂ صداقت، ص ۳۵

[5] غلام احمد قادیانی: حقیقۃ الوحی، ص ۱۶۳۔

نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔" [1]

احمدی حضرات کے نزدیک غیر احمدی کو لڑکی دینا قطعاً ممنوع اور ناقابلِ معافی جرم ہے، مثلاً:

"حضرت مسیح موعود نے اُس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اُس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اُس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل حکیم نور الدین نے اُس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اُس کی توبہ قبول نہ کی، باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔" [2]

مرزا صاحب نے اپنے پیروکاروں کو غیر احمدی حضرات کے پیچھے نماز پڑھنے سے قطعی طور پر منع کر دیا تھا۔ چنانچہ موصوف نے غیر احمدیوں کی تین قسمیں بنا کر تینوں کے بارے میں یوں خدا کی طرف منسوب کر کے حکم سنایا تھا:

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں، بکلّی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔" [3]

خلیفۂ قادیان، میاں محمود احمد صاحب نے احمدی اور غیر احمدی کے مسئلے کا فیصلہ یوں سنایا

---

[1] اخبار الفضل قادیان، ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء
[2] خلیفہ مرزا محمود احمد، انوارِ خلافت، ص ۹۴
[3] غلام احمد قادیانی، اربعین ۳، ص ۲۴

ہوا ہے :

"ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور اُن کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اِس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" [1]

مرزا صاحب نے اپنے مریدوں کو سبق پڑھایا تھا کہ احمدیوں کو غیر احمدی حضرات سے تعلقات منقطع رکھنے چاہییں، موصوف کے نزدیک مرزائی کار آمد اور مسلمان بیکار شے تھے۔ چنانچہ اُن کا ایک فیصلہ یُوں منقول ہے :

"یہ جو ہم نے دوسرے مدعیانِ اسلام سے قطع تعلق کیا ہے اوّل تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا، نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور اُن لوگوں کو اُن کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا اُن سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عُمدہ اور تازہ دُودھ میں بگڑا ہُوا دُودھ ڈال دیں، جو سڑ گیا ہے اور اُس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اِس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح اُن سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔" [2]

یہاں احقر نے بڑے اختصار کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے مخصوص نظریات اور دعاوی چند عنوانات کے تحت بغیر کسی خاص تبصرہ اور تردید کے پیش کر دیے ہیں تاکہ مسلمانوں کو ان حضرات کی مضرت، اسلام دشمنی اور خارج عن الاسلام ہونے کا کسی قدر اندازہ ہو جائے۔ اِسی طرح گزشتہ سطور میں احقر نے رئیس المبتدعین مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی سے لے کر مودودی صاحب اور پرویز صاحب تک کے مخصوص نظریات اختصار کے ساتھ پیش کر دیے ہیں۔ خدا شاہد ہے کہ میرا مقصد اُن کے متبعین کی خیر خواہی اور مسلمانوں کو اُن کے سراسر غیر اسلامی

---

[1] میاں محمود احمد خلیفہ، انوارِ خلافت، ص ۹۰

[2] غلام احمد قادیانی : رسالہ تشحیذ الاذہان، جلد ۶، نمبر ۸، ص ۲۶

اور منافقانہ اندازِ فکر سے مطلع کرتا ہے۔ خدا کرے کہ یہ پراگندہ سطور کتنے ہی حضرات کی ہدایت کا باعث بن جائیں اور جو سنّی مسلمان صلح کلیت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں اور فرضی اتحاد و رواداری کا جنہیں ہیضہ ہوگیا ہے، ممکن ہے یہ سُرمہ اُن کی چشمِ بصیرت کے لیے مفید ثابت ہوجائے۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب ہ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

خاکپائے علماء محمد عبدالحکیم خاں مجددی مظہری
المعروف بہ اختر شاہجہانپوری
دارالمصنفین لاہور